ایک حدیث

# راستوں کے آداب

شریعت اسلامیہ کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد ایک اچھا انسان بنے اور اچھا انسان اسی وقت بن سکتا ہے جب وہ اپنی ذات کی طرح —— بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ —— دوسرے انسانوں کے حقوق ادا کرے۔ دوسروں کا حق ادا کرنے کے لیے سب سے ضروری شرط ہے اپنے بعض مفادات کی قربانی دوسروں کے مفاد کے لیے۔ اسی جذبے کی بدولت ایک انسان اچھا شہری بھی بنتا ہے۔ ہم کسی گذشتہ قسط میں اچھا شہری بننے کے متعلق ایک حدیث نبوی کی تشریح کر چکے ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ راستوں پر اور سایہ دار درختوں کے نیچے بول و براز اور غلاظت پھیلانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی طرح کی ایک اور بھی حدیث نبوی ہے جس میں راستوں کے کچھ حقوق بتائے گئے ہیں۔ یہ حدیث یوں ہے:

| | |
|---|---|
| ایاکم والجلوس فی الطرقات، فقالوا یا رسول اللہ مالنا من مجالسنا بد نتحدث فیها فقال اذا ابیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقه، فقالوا وما حق الطریق یا رسول اللہ؟ قال غض البصر وکف الاذی ورد السلام والامر بالمعروف والنهی عن المنکر (رواہ الشیخان وابوداؤد عن ابی سعید۔ ریاض السنة صـ ۲۷۳) | حضورؐ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ یہ سن کر بعض لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ہمیں بعض اوقات گفتگو کے لیے سڑک پر بیٹھنا ہی پڑتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اگر تمہیں مجبوراً یہ کرنا ہی پڑا تو سڑک کا حق بھی ادا کیا کرو۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! سڑک کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا ایذا رسانی سے بچنا۔ سلام کا جواب دینا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔ |

ابوداؤد میں حضرت عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے اور اس میں مزید حقوق کا بھی ذکر ہے یعنی:

| | |
|---|---|
| وتغیثوا الملهوف وتهدوا الضال | مصیبت زدوں کی امداد کرنا اور بھٹکے ہوئے کو راستہ بتا دینا۔ |

یہ چند چھوٹی چھوٹی ہدایات ہیں جن کا تعلق شاہراہ کے حقوق سے ہے لیکن درحقیقت ان میں انسانیت اور اخلاقی اقدار کی شاہراہ دکھائی گئی ہے۔ اس حدیث سے جو نکات واضح ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ جس دور کی یہ باتیں ہیں اس دور کے تمدن پر اس سے خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اگرچہ اُس وقت اہل اسلام کی تعلیم گاہ، تربیتی ادارہ، دارالشوریٰ، پارلیمنٹ ہاؤس، لیکچر ہال، دارالقضا غرض سب کچھ مسجد ہی تھی لیکن اُس کے

باوجود مساجد ہی میں ہر اجتماع ممکن نہ تھا۔ اس لیے سڑکوں اور کوچوں سے بھی کام لے لیا جاتا تھا۔ آج کل شہروں میں ہر کام کے لیے الگ الگ جگہیں موجود ہوتی ہیں۔ کھیل کا میدان، کشتی کا اکھاڑا، مدرسہ، لیبارٹری، لیکچر ہال، اسمبلی ہاؤس، سیرگاہ، دعوت گاہ، شادی گاہ، اور عبادت گاہ غرض ہر مقصد کے لیے الگ الگ جگہیں ہیں۔ اس کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ خاص خاص اجتماعات کے لیے سڑکوں کو بھی استعمال کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن سڑکوں کو استعمال کرنے والوں پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کا خیال شاذ و نادر ہی رکھا جاتا ہے۔

۲- ان ہدایات سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کے سپرد جو قوم کی گئی تھی وہ ابتداءً کتنی پست تھی کہ ان کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تربیت دینی پڑتی تھی۔

۳- حضورؐ کی نگاہ کتنی دقیقہ رس تھی کہ چھوٹے سے چھوٹے گوشے پر حضورؐ کی نگاہ پہنچ جاتی تھی اور اصلاحِ حال کے لیے حضورؐ فوراً نوٹس لیتے تھے۔

۴- حضورؐ کے اندازِ تربیت نے اس گری ہوئی قوم کو کتنا سربلند کر دیا کہ وہ دنیا کے لیے معلمِ اخلاق و انسانیت بن گئی۔

اب ان ہدایات کو ملاحظہ فرمایئے جو راستے کے حقوق سے متعلق ہیں:

پہلی ہدایت تو یہ ہے کہ اجتماعات کے لیے حتی الامکان سڑکوں کو استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ اس سے ایک تو محفل کی سنجیدگی باقی نہیں رہتی۔ دوسرے ٹریفک رُک جاتی ہے اور بعض اوقات وصول الی المنزل کے لیے دوسرا طویل راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تیسرے خود اہلِ مجلس کے اندر مطلوبہ یکسوئی نہیں رہتی۔ پھر اس سے ایک نفسیاتی نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ جو مجمع اس وقت مسافروں کی راہ میں روک بن گیا ہے وہ بہت ممکن ہے کہ کل کسی دوسرے مفید کام میں بھی رکاوٹ پیدا کرے۔ بہر حال بہتر ہے کہ کسی موزوں اور مناسب جگہ ہی پر اجتماعات ہوا کریں۔ لیکن اگر کسی مجبوری سے ایسا ہی کرنا ہی پڑے تو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے:

(۱) **غضُّ البصر** نگاہیں نیچی رکھو۔ یہ حکم صرف مجمعے میں بیٹھنے والوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔ راستے میں چلنے پھرنے والوں کے لیے بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ راستے میں ایک آرہا ہو اور دوسرا جارہا ہو نظر بازی کا وقفہ بہت تھوڑا ہوتا ہے اور وہ عموماً انفرادی ہوتا ہے لیکن اگر ایک مجمعے کے بہت سے افراد کسی گزرنے والی کو گھورنا شروع کریں تو اس میں نہ فقط یہ کہ اجتماع کا مقصد کمزور پڑ جاتا ہے بلکہ اس خلافِ حیا حرکت میں شدت زیادہ ہوتی ہے، اور باحیا عورتوں کے لیے اُدھر سے گزرنا دوبھر ہو جاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ فقرے چست کرنے اور غیر حیا دارانہ آوازے کسنے کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کے نتائج بڑے فتنہ و فساد کی صورت میں رونما ہوتے ہیں۔ اس لیے حضورؐ نے پہلی ہدایت یہی فرمائی کہ اپنی نگاہوں پر قابو رکھو۔

۲۔ اس کے بعد فرمایا کف الاذیٰ لوگوں کو تم سے کوئی اذیت نہ پہنچے۔ راستے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف سے اذیت پہنچنے کی بہت سی شکلیں ہیں۔ مثلاً شور و غل سے محلے والوں کے سکون میں خلل پہنچانا۔ گزرنے والوں کے لیے راستے کو بالکل تنگ کر دینا یا روک دینا۔ زبان یا عمل سے ان کو کوئی گزند پہنچانا یا پردہ نشینوں کو گھورنا۔ گھروں کے اندر تاکنا جھانکنا۔ پڑوسیوں کے گھر کی ٹوہ لینا۔ اس راستے کو گندہ کرنا وغیرہ۔ ان سب باتوں سے ان لوگوں کو پرہیز کرنا چاہیئے جو سڑک پر بیٹھے ہوں۔ یہ بھی سڑک کا ایک حق ہے۔

۳۔ تیسرا حق ہے۔ ردّ السلام سلام کا جواب دینا۔ سلام کے متعلق ہم بہت کچھ پہلے کسی قسط میں لکھ چکے ہیں سلام کا جواب بھی سلام ہی ہوتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی گزرنے والا السلام کرے تو اہل مجمع کو بڑی خندہ پیشانی سے اس کا جواب دینا چاہیئے۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ اہل مجمع اتنا شور و غل نہ کریں کہ کسی کے سلام کی آواز ہی نہ سنائی دے اور اتنا انہماک بھی نہ ہو کہ کسی گزرنے والے کی طرف توجہ ہی نہ ہو۔ اگر سلام کا جواب نہ دیا جائے تو لازماً سلام کرنے والے کو بے رخی اور بے توجہی کا شکوہ پیدا ہو سکتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس سے اس کے دل کو نہ فقط صدمہ ہی پہنچے گا بلکہ اس کے اندر عناد کا غبار پیدا ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ جواب سلام نہ دینے سے اسے یہ گمان ہو کہ شاید یہ لوگ میرے ہی خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔ غرض ہر لحاظ سے یہ بے رخی اسلامی اخلاق کے خلاف ہوگی۔

۴۔ راستے کا چوتھا حق ہے الامر بالمعروف والنہی عن المنکر اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا۔ یہ بہ ظاہر دو الگ الگ باتیں ہیں لیکن در اصل یہ ایک ہی حقیقت کے دو رُخ ہیں اور یہ اتنی بڑی اساسی چیز ہے کہ ایک مومن کسی حالت میں بھی اس فریضے سے غفلت نہیں برت سکتا۔ مسلمان کی تو زندگی کا مشن ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ امتِ محمدیہ کو خیر امت کہا ہی اس لیے گیا ہے کہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ کوئی اُمت بھی اس کے بغیر خیر امت نہیں ہو سکتی۔ کنتم خیر اُمت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر —— راستے میں بیٹھنے والوں کو اس فریضے کی طرف اس لیے خصوصی توجہ دلائی گئی ہے کہ اولاً تو گھر کے اندر رہنے والوں کے سامنے (اپنے گھر کے سوا باہر کے) امر و نہی کے مواقع نہیں پیش آتے اور باہر سڑک پر بیٹھنے والوں کو یہ مواقع زیادہ میسر آتے ہیں۔ بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ راستے کے جتنے حقوق بتائے گئے ہیں وہ بجائے خود بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہیں اور یہ ہدایات محض دوسروں کے لیے نہیں بلکہ خود مجمع کے اپنے افراد پر بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو بے موقع باتوں سے روکیں اور اچھی باتوں کا حکم دیں اور راستے کے جو حقوق بتائے گئے ان پر خود بھی عمل کریں اور مجمع کے دوسرے افراد سے بھی عمل کرائیں۔ یہ مقصد تو اتنا اہم ہے کہ کسی وقت بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے تاکہ اگر کسی مقصد کے لیے سڑک پر یہ اجتماع ہو تو اس کا بنیادی رجحان یہی امر و نہی ہونا چاہیئے۔

۵۔ راستے کا پانچواں حق ہے تغیثوا الملھوف مصیبت زدہ کی امداد کرو۔ گھر کے اندر رہ کر تو بہت سی باتوں کا علم نہیں ہوتا لیکن جو لوگ سڑک پر موجود ہوں ان کے سامنے کبھی کوئی جھگڑا ہونے لگتا ہے۔ کبھی سلب و نہب کے واقعات ہوتے ہیں اور کبھی کوئی مظلوم کسی ظالم کے ظلم سہہ رہا ہوتا ہے۔ اور کبھی کوئی کمزور ضعیف امداد کا محتاج ہوتا ہے۔ ایسے تمام مواقع پر گھر کے اندر رہنے والوں سے زیادہ اس مجمعے پر یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ فوراً اس مصیبت زدہ کی امداد کو پہنچیں۔

۶۔ چھٹا حق ہے تھدوا الضال بھٹکے ہوئے کو راستہ بتا دو۔ اس کا مطلب فقط اتنا ہی نہیں کہ کسی راہ رو کو کسی جگہ یا مکان کا پتہ نہ چلتا ہو تو تم بتا دو۔ بلکہ اگر کوئی شخص کسی دنیوی یا دینی معاملے میں حیران و سرگردان ہو اور کسی صحیح فیصلے پر نہ پہنچ سکا ہو تو اس مجمعے میں جو بھی اس کا اہل ہو وہ اسے صحیح مشورہ دے کر اسے ٹھیک راستہ بتا دے۔

یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ تمام ہدایات صرف سڑک پر بیٹھنے والے مجمعے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ یہ تو ہر مسلمان کی زندگی کا مشن ہے خواہ وہ سڑک پر ہو یا کسی مخصوص عمارت کی چہار دیواری میں۔ خلوت میں ہو یا جلوت میں۔ مقصود تو جلوتی اور اجتماعی زندگی ہے نہ کہ انفرادی و خلوتی زندگی۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ جلوت میں آنے کے بعد انسانی و اخلاقی ذمے داریاں کچھ زیادہ ہو جاتی ہیں۔ نیز ان ہدایات میں ایک بڑا نکتہ یہ پوشیدہ ہے کہ اہلِ اسلام کا جو اجتماع بھی ہو۔ خواہ مجبوراً سڑک پر ہو یا باقاعدہ کسی محفوظ جگہ کے اندر — وہ محض گپ بازی کے لیے نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسلامی زندگی کے بلند مقاصد ہر آن پیشِ نظر رہنے چاہئیں۔ اسی سے انسانیت آتی ہے۔ بلند اخلاقی اقدار کی محافظت ہوتی ہے اسی سے امن و سلامتی حاصل ہوتی ہے، اسی سے معاشرہ درست ہوتا ہے اور اسی سے ایک انسان اچھا شہری بن سکتا ہے۔ (محمد جعفر)

---


# گلستانِ حدیث

مصنفہ محمد جعفر پھلواروی

چالیس منتخب احادیث نبوی کی تشریح، جس کے ہر مضمون کی تائید میں دوسری احادیث اور قرآن کریم کی آیات سے ان کی مطابقت نہایت دلکش انداز سے پیش کی گئی ہے۔ اندازِ نگارش اچھوتا اور تشریحات جدید افکار و اقدار کی روشنی میں کی گئی ہیں۔ کاغذ و طباعت عمدہ۔ مجلد مع گرد پوش۔ قیمت

ملنے کا پتہ:۔ سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور۔ پاکستان


---